www.KitaboSunnat.com

مقالات

تحریر: مفتی اکبر شیخ محمد بن ابراہیم
ترجمہ و تفہیم: حافظ حسن مدنی

اسلام میں قانون سازی

کیا اور کیوں؟

مفتی اکبر شیخ محمد بن ابراہیم بن عبداللطیف کی شخصیت عالم عرب میں محتاجِ تعارف نہیں۔ دینی علوم میں آپ کا جو مقام و مرتبہ ہے اس کے تعارف کی چنداں ضرورت نہیں۔ آپ مملکتِ سعودی عرب کے مایہ ناز محقق' عالمِ دین ہونے کے ساتھ ساتھ عوام کے لئے مرجع کی حیثیت رکھتے تھے۔ سرکاری عہدہ کے لحاظ سے مفتی اعظم اور علم و تحقیق کے اعتبار سے امام کے درجہ پر فائز رہے ہیں۔

زیر نظر مقالہ میں آپ نے دورِ حاضر کی ایک اہم غلطی کی جانب اشارہ کیا ہے کہ غیر مسلم ممالک کی دیکھا دیکھی اسلامی ممالک بھی شریعت کی دستور سازی اور قانونی دفعہ بندی کے درپے ہیں۔ موصوف کا نظریہ اس بارے میں یہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے دستورِ حیات صرف وحی الٰہی (کتاب و سنت) ہے' جو ایک مسلمان کی زندگی کا نصب العین' پختہ طرز عمل' باہمی تنازعات میں فیصلہ کن رائے اور سیاسی معاملات میں ایک کامیاب رہنما ہے۔ قرآن کی رُو سے نبی اکرم ﷺ کو "حَکَم" تسلیم نہ کرنا.. اسلام کے واضح اصولوں سے انحراف اور اللہ کے عذاب کو دعوت دینا ہے۔ پیغامِ الٰہی کو اس کی اصل صورت میں ہی نافذ کر دینے سے ہم ان برکتوں کے حقدار ہوتے ہیں' جن کا ہمیں قرآن مجید نے وعدہ دیا ہے۔ قرآن و حدیث سے احکام و قوانین اخذ کر کے دفعہ وار قانون کی شکل دینا ہمیں ان مصلحتوں اور رعایتوں سے دستبردار کر دیتا ہے جو قرآن و حدیث اپنے اندازِ بیان' طرزِ استدلال' جامعیت اور کلامِ الٰہی ہونے کے ناطے اپنے میں سموئے ہوئے ہے۔

ان خدائی الفاظ میں جو ہمہ گیریت اور جامعیت پائی جاتی ہے اور جس انداز پر یہ اپنے مدلول کی وضاحت کر کے دلوں پر اثر آفرینی کا سماں پیدا کرتے ہیں وہ صرف اسی کا خاصہ ہے۔ حتیٰ کہ اس کا ترجمہ "کجا یہ کہ اس سے قوانین اخذ کرنا" بھی ان اوصاف کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز علماءِ اسلام نے اس کلام کو اپنی محنتوں اور کاوشوں کا اس قدر مرکز بنایا کہ اس کے ایک ایک حرف اور ایک ایک شوشے سے بے شمار مسائل اخذ کئے اور مفہومِ قرآنی کی وضاحت کے لئے بیسیوں علم ایجاد کر ڈالے۔ لہٰذا اس کے احکام کو اگر اس کلام کے اسلوب میں ہی رہنے دیا جائے تو اس کے اصول و قانون میں متعدد وسعتیں اور مصالح ایسی ہیں جو اس کے اندازِ بیان سے ہی ثابت ہو جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ ان احکام کی استثنائی صورتیں اور رعایات کی نشاندہی بھی ممکن ہو جاتی ہے۔

لیکن جب یہی چیز مخلوق کے الفاظ میں ڈھل جائے تو موقع و محل کی مناسبت سے قانون جس اطلاق کا متقاضی ہوتا ہے' اس سے ہمیں ہاتھ دھونا پڑتے ہیں' یہی وجہ ہے کہ جگہ جگہ قرآن اور حدیث (وحی الٰہی) کی طرف رجوع کا حکم ہے نہ کہ ان سے ماخوذ احکام کی طرف!

اسی لئے صحیح الفکر علماء کا ہمیشہ یہ طرزِ عمل رہا ہے کہ خود ساختہ قانون سازی تو کجا' اسلامی قانون کو بھی اس کے منبع و ماخذ میں ہی رہنے دینا چاہئے۔ اور اگر کبھی اس کو مرتب و مدون کرنے کی اشد ضرورت بھی پڑے تو ہر قانون کو اس کے اصل ماخذ کے تناظر میں دیکھ کر ہی ہمیشہ فیصلہ کرنا چاہئے۔

اس کتابچہ میں جہاں اس نکتہ پر دلائل دیئے گئے ہیں وہاں یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ "غیر ما انزل اللہ" سے فیصلہ کروانا محض گمراہی اور اللہ کے دین سے بد ظنی ہے۔ آعاذنا اللہ منہ.... اس مضمون میں متعدد آیات سے اصولی اور تحقیقی بحث کرتے ہوئے اپنے اس نقطہ نظر کا موصوف نے اثبات کیا ہے۔ درج ذیل مضمون آپ کی تصنیف "تحکیم القوانین" کا اردو ترجمہ ہے۔ یہ کتابچہ ہزاروں کی تعداد میں متعدد مرتبہ اہل خیر حضرات کے تعاون سے شائع ہو چکا ہے۔ اردو دان طبقہ کے افادہ کے لئے "مجلس تحقیق الاسلامی" کی طرف سے اس کا ترجمہ کیا گیا ہے' جو کہ نذرِ قارئین ہے (ح۔م)

کفر کی عظیم تر اور واضح اقسام میں ایک قسم یہ بھی ہے کہ خود ساختہ قوانین کو نبی اکرم ﷺ پر بذریعہ جبریل منزل الٰہی اوامر و نواہی کے ہم پلہ قرار دے دیا جائے۔ جن قوانین کو اللہ تعالیٰ نے اس مقصد سے نازل کیا تھا تاکہ انسانوں کو انکی زبان میں ہدایت دی جائے' ان قوانین کی بنیاد پر دو جھگڑا کرنے والوں میں فیصلہ کیا جائے اور باطل کی تردید کے ساتھ ساتھ میزانِ حق کا کام دے سکیں۔ آیتِ کریمہ ہے: ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ... ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"کہ اگر تمہارا کسی معاملے میں جھگڑا ہو جائے تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو۔ اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو کیونکہ یہ بہتر اور انجامِ کار کے لحاظ سے زیادہ مفید ہے"۔ ---(سورۃ النساء:۵۹)

اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کو ایمان سے خارج قرار دیا ہے جو کسی باہمی تنازعہ میں نبی اکرم ﷺ کو "حَکَم" تسلیم نہیں کرتے اور قرآنِ مجید میں ایمان سے یہ خروج، حروفِ نفی کی تکرار اور قسم اٹھانے کی بناء پر انتہائی موکد ہے کہ:

﴿فلا وربّكَ لاَ يُؤمنونَ حتى يحَكّموكَ فيمَا شجَر بينهُم ...ثمَّ لا يجدُوا فِي أنفُسِهِم حَرَجاً مّمَا قَضَيتَ ويُسلّمُوا تَسليماً﴾ -----(سورۃ نساء:۶۵)

"اے نبی! تیرے رب کی قسم یہ لوگ کبھی ایمان والے نہیں ہو سکتے جب تک آپ کو اپنے جھگڑوں میں "حَکَم" تسلیم نہ کر لیں بایں طور کہ آپ کے فیصلے پر دلوں میں تنگی محسوس نہ کریں اور آپ کے فیصلے کو دل و جان سے تسلیم کر لیں"۔

اس آیت میں اللہ عز و جل نے مجرد رسولِ اکرم ﷺ کو حَکَم تسلیم کرنا کافی نہیں جانا بلکہ ان الفاظ کے ساتھ کھلے دل سے تسلیم کرنے کو بھی مشروط کیا ہے کہ:

﴿ثُمَّ لايجدُوا في أنفُسِهِم حرَجاً ممّا قَضيت﴾

"حَرَج" کے معنی تنگی کے ہیں۔ لہٰذا اس آیت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ نبی اکرم ﷺ کے فیصلے کو بلا کسی دلی قلق و اضطراب کے قبول کرنا ایمان کا لازمی تقاضا ہے۔

مذکورہ بالا آیات میں مزید غور و فکر سے کام لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس قدر تاکید بھی مفہوم الٰہی کی کما حقہ وضاحت نہیں کر رہی، بلکہ مقصد کی تکمیل کے لئے آخر میں لفظ "تسلیماً" کا اضافہ بھی کیا گیا ہے اور تسلیم کے معنی ہیں

"نبی اکرم ﷺ کو اس طرح بحدِ کمال مُطاع سمجھنا کہ نفس میں اس کے متعلق کوئی کھٹکا باقی نہ رہے اور انسان دل و جان سے اس کی حقانیت تسلیم کرے"

لہٰذا معلوم ہوا کہ "یُسَلِّمُوا" کے ساتھ تسلیماً کی قید بھی اس لئے لائی گئی ہے کہ فقط تسلیم کرنا کافی نہیں بلکہ "تسلیمِ مطلق" لازمی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں تک تو دوسری آیت کی مختصر اوضاحت تھی۔ اگر پہلی آیت کے مفہوم کا بھی جائزہ لیا جائے تو اس میں:

اللہ کے فرمان ﴿فإن تنازعتم في شيئٍ فردُّوه إلى الله والرسول﴾ میں نکرہ.. "شَيْءٍ".. شرط "فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ" کے سیاق میں ہے جو کہ عموم کا فائدہ دے رہا ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ تنازع کی کیسی ہی جنس کیوں نہ ہو اس کو اللہ اور رسول ﷺ کی طرف لوٹانا لازمی اور حتمی ہے۔ مزید بر آں ان الفاظ میں دیکھئے کہ اللہ جل شانہ نے کس انداز میں اس کو ایمان باللہ والیوم الآخرہ کے لئے لازمہ قرار دیا ہے کہ: ﴿إن كُنتم تؤمنونَ بِالله واليومِ الآخرِ﴾

پھر ارشاد ہوتا ہے کہ "ذٰلِكَ خَيْرٌ"!! یہی بہتر ہے۔ وہ چیز جس پر خدائے عزوجل خیر کا اطلاق فرمادیں اس کا شر ہونا محال ہے اور وہ لازماً خیر ہی ہو سکتا ہے۔

"وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا" کی تاکید بھی یہ بتاتی ہے کہ دنیا اور آخرت میں انجام کے لحاظ سے یہی سب سے بہتر ہے۔ پس (بمطابق وحیِ الٰہی) "عند النزاع" غیر رسول کی طرف جانا محض شر... اور ایسا کرنے والے کے لئے دنیا و آخرت میں فقط بُرا انجام ہے۔

جب کہ منافقین اس کے برعکس یہ کہہ کر اپنی ذہنی کجی اور خواہشاتِ نفسانی کی ترجمانی کررہے ہیں کہ ﴿إنْ أردنا إلا إحساناً وتوفيقاً﴾
"کہ ہمارا تو اس فعل سے نیکی اور حالات کے مطابق چلنے کا ارادہ ہوتا ہے"۔
﴿إنّما نحنُ مُصلِحونَ﴾
"بلاشبہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں"۔

مذکورہ بالا آیات ان تمام لوگوں کے خلاف حجت ہیں جو اسلام میں انسانی قانون سازی کی یہ توجیہ پیش کرتے ہیں کہ یہ دورِ حاضر کی ضرورت ہے۔ بخدا یہ فقط شیطان کا ان کی عقلوں کو دھوکا، رسول اللہ کے لائے ہوئے (کتاب وسنت) صرف بد ظنی، ان کے بیان کے ناقص سمجھنے اور عندالتنازع عوام الناس کے لئے ناکافی سمجھنے کے مترادف ہے۔ اور ان کے لئے آخرت میں اللہ کی طرف سے صرف اور صرف بُرا انجام ہوگا۔

آیتِ ثانیہ میں اللہ کے فرمان "فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ" میں بھی عموم ہے کیونکہ عربی گرامر میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسمِ موصول کا بمعہ صلہ آنا عموم کے صیغوں سے ہے اور اس کی عمومیت اجناس وانواع کو شامل ہے۔ جہاں اس میں دُنیا جہاں کے معاملات (بشمول قانون سازی) آجاتے ہیں۔ وہاں کتاب اللہ کی اتباع (کی ہر معاملہ میں لازمی ہونے) کی صراحت بھی ہے۔

مختصراً... یہ کہ اللہ کی کتاب "قرآن مجید" ان تمام لوگوں کو ایمان سے خارج بتاتی ہے' جو فیصلہ کے لئے کسی دوسری طرف نظر بھی کرتے ہیں۔ سورۂ نساء میں ارشاد ہے

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى يَزْعُمُونَ أَنهم آمنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَد أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيطَانُ أَنْ يُضِلَّهُم ضَلَالاً بَعِيداً﴾...(سورۂ نساء:٦٠)

ترجمہ: "ان لوگوں کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جو اپنے بارے میں آپ ﷺ پر اور گذشتہ انبیاء ورسل پر نازل شدہ وحی پر ایمان کا تو دعویٰ کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ باہمی نزاعات "طاغوت" سے حل کروائیں۔ جب کہ (اللہ عزوجل کی طرف سے) انہیں طاغوت سے دوری کا حکم دیا گیا ہے۔ اور شیطان تو انہیں دور کی گمراہی اور ضلالت میں مبتلا کرنا چاہتا ہے"۔

فرمانِ الٰہی "يَزْعُمُونَ" میں انکے دعوائے ایمانی کی تکذیب موجود ہے۔ بلاشبہ "غیرالوحی" سے فیصلہ کی خواہش اور ایمان.... ایک نفس میں کبھی جمع نہیں ہوسکتے اور یہ دونوں باہم نقیض ہوتے ہوئے ایک دوسرے کی نفی کرتے ہیں۔

لفظ "طاغوت" "طغیان بمعنی حد سے متجاوز ہونا.. سے ماخوذ ہے۔ سو ہر وہ شخص جو وحی کے علاوہ کسی اور سے فیصلہ کروائے یا کرے تو درحقیقت وہ "طاغوت" سے فیصلہ کروانے کا مرتکب ہوا ہے۔ بایں وجہ ہر فرد پر صرف اور صرف "بِمَا جَاءَ بِهِ النَّبِيُّ" سے فیصلہ کروانا لازمی ہے نہ کہ اس کے برعکس! جو شخص بھی اس کے برخلاف کرے گا تو اس کا طغیان شک وشبہ سے بالاتر ہے اور وہ حدود اللہ سے متجاوز ہوگا۔

ان آیات کا ایک ایک لفظ قانون سازوں کے دعووں کو باطل ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ "وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ" سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کا مقصد اللہ کی مراد کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عین برعکس ہے۔ شرعاً ان آیات سے جو مقصود ہے اور جس بات کا ہمیں پابند بنایا گیا ہے' وہ تو ہے طاغوت سے انکار.. نہ کہ طاغوت (غیرالوحی) کو حاکم تسلیم کرلینا۔!!

﴿فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلاً غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ﴾ "ان ظالم لوگوں نے (اپنے مقصد کے لئے) اللہ کے فرمان کو ہی بدل ڈالا جو کہ انہیں کہا نہ گیا تھا"۔ آیتِ کریمہ:

﴿يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالاً بَعِيداً﴾

کے الفاظ بھی ان کی گمراہی پر کیسی بیّن دلالت کر رہے ہیں۔ غور فرمائیے کہ آیت کی اس وضاحت کے باوجود کہ شیطانی ارادہ بھی یہی ہے' یہ قانون ساز اپنے طرزِ عمل کو موجبِ ہدایت سمجھتے ہیں اور اس زعم کے ساتھ اپنے آپ کو شیطانی راستوں سے بھی دور سمجھتے ہیں کہ "اس میں ہی انسان کی فلاح ہے"۔

افسوس کہ شیطانی مقصد کی تکمیل کو یہ لوگ انسانی فلاح اور رحمانی مراد سمجھ رہے ہیں۔ بخدا آلِ عدنان کے سردار ﷺ سید المرسلین اس لئے مبعوث نہیں کئے گئے تھے کہ ان کے پیروکار ان کے بعد ان کی دی ہوئی ہدایت و رہنمائی کو پسِ پشت ڈال دیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ بھی اس قبیل کے نظریات کا انکار کرتے ہوئے' ان کو امورِ جاہلیت پر استمرار قرار دیتے ہوئے اور یہ وضاحت کرتے ہوئے کہ "اللہ کے سوا کوئی بہترین حکم دینے والا نہیں" فرماتے ہیں کہ

﴿أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ .. وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْماً لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ﴾

"کیا یہ دورِ جاہلیت کا حکم تلاش کرتے ہیں اور یقین رکھنے والی قوم کے لئے اللہ کے سوا کوئی بلحاظِ حکم بہترین نہیں ہے"۔

اس آیت کے معانی میں غور فرمائیے کہ اس بات پر کیسی صاف اور واضح دلالت کر رہی ہے کہ حکم کی یہ تقسیم فقط ثنویت اور اللہ کے احکام کے بعد بھی امورِ جاہلیت پر استمرار ہے۔ یہ آیت واضح کر رہی ہے کہ یہ لوگ اہلِ جاہلیت کے زمرے میں ہیں' چاہے تو انکار کردیں اور چاہیں تو جاہلیت پر ہی رہیں۔ بلکہ اگر یہ اسی طرزِ عمل پر مُصر رہتے ہیں تو یہ اپنی دلیل کے لحاظ سے زیادہ جھوٹے اور اپنے طور طریقے کے اعتبار سے ان (اہلِ جاہلیت) سے بھی بدتر ہیں۔ کیونکہ ان کے لئے تو دورِ جاہلیت میں ان کے جاہلی احکام کے متبادل کوئی بہتر شے بھی سامنے نہ تھی جس کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اختیار کر کے فلاح کا دامن تھامتے۔ جبکہ یہ تو فقط قانون سازوں کی بد قسمتی ہے کہ خدائی پیغام اور منزلہ احکام کی موجودگی میں خود بھی اس سے محروم ہوتے ہوئے عوام کو بھی ناکام و نامراد کرنا چاہتے ہیں۔

بلاشبہ الٰہی قوانین کی موجودگی میں انکو ناکافی سمجھتے ہوئے قانون سازی کا یہ طرزِ عمل اپنانا تناقض کا آئینہ دار ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ ایک طرف تو یہ لوگ نبی اکرم اور کتابِ الٰہی پر ایمان کے دعویدار ہیں دوسری طرف ان میں موجود احکام سے پہلو تہی برتتے ہوئے کوئی درمیانی راستہ نکالنے میں کوشاں ہیں۔ اور ایسا طرزِ فکر اور رویہ رکھنے والوں کے بارے میں ہی اللہ کا یہ فرمان ہے: ﴿أولئِكَ هُم الكافِرونَ حقاً وَأعتدنا لِلكافرينَ عذاباً مُهيناً﴾
"یہی لوگ پکے اور سچے کافر ہیں اور کفار کے لئے ہم نے رُسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے"۔

توجہ کریں کہ آیت انکے ذہنی فریب اور اپنے آپ کو دھوکہ دینے کا ان الفاظ کے ساتھ کس طرح پردہ چاک کرتی ہے ﴿وَمَنْ أحسَنُ مِنَ اللهِ حُكْماً لِّقومٍ يُوقِنونَ﴾
"کہ یقین رکھنے والی قوم کے لئے اللہ کے علاوہ کوئی بہترین حکم دینے والا نہیں"
یہاں "یقین رکھنے والوں" کی شرط خصوصی طور پر ذکر اس لئے کی گئی ہے کہ اللہ کے حکم پر مطمئن ہو جانا اور اسے کافی سمجھنا صاحبِ ایمان لوگوں کی ہی علامت ہے۔ جو لوگ پختہ ا، ' اور ذاتِ باری تعالیٰ پر مکمل یقین سے متصف نہیں' وہی وحی الٰہی کو "حکم" سمجھ تشویش کا شکار رہتے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابنِ کثیرؒ ر ۃ ،
"یہ آیت اللہ کے ر ؤ
حکمِ الٰہی کی صفت
آ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تاتاریوں پر ایک وقت ایسا بھی آیا جب انہوں نے سیاسی امور میں ان قوانین پر عمل کرنا شروع کر دیا جن کو ان کے سردار چنگیز خان نے یہودی' عیسائی اور اسلامی شریعتوں سے اخذ کر کے ایک کتاب کی صورت میں مدون کر دیا تھا۔ اس خود ساختہ قانون میں بے شمار احکام ایسے تھے جن کی بنیاد خواہشات اور انسانی غور و فکر تھا۔ بعد ازاں یہ قوانین اس کے متبعین کے لئے شرع کے درجہ پر فائز ہو گئے' جن کو وہ کتاب اللہ اور سنت مقدسہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر مقدم رکھتے تھے۔ جو کہ عین غیر اسلامی رویہ تھا۔ لہٰذا جو بھی اس رویے اور طرز عمل کو اپنائے گا' تو ایسا شخص بلاشبہ کافر اور واجب القتل ہو گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ﴾

"کیا یہ جاہلیت کے احکام چاہتے ہوئے اللہ کے احکام سے منہ پھیرتے ہیں جب کہ اس شخص کے لئے اللہ سے بہتر کوئی حکم دینے والا نہیں جس نے اللہ کی شریعت کو تھاما اور ایمان و یقین سے متصف ہوا' اور اس نے جان لیا کہ اللہ ہی احکم الحاکمین اور والدہ سے زیادہ اپنی مخلوق پر شفقت کرنیوالا ہے۔ "اللہ ہی ہر شے پر قادر علم رکھنے والا اور تمام مخلوق میں انصاف کرنے والا ہے"۔

قبل ازیں اللہ جل وعلا نے نبی اکرم محمد ﷺ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ "آپ ﷺ ان کے مابین اللہ کی طرف سے نازل شدہ (شریعت) کے ذریعے فیصلہ کریں اور حق کے آچکنے کے بعد ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں"...(سورۃ مائدہ:۴۸)' مزید خطاب ہوا کہ "آپ ان کے مابین اس سے فیصلہ کریں جو اللہ نے نازل کیا اور ان کی خواہشات کی تابعداری نہ کریں اور اس بات سے بچے رہیں کہ یہ "منزل من اللہ" میں فتنہ بپا کر دیں گے"۔(سورۃ مائدہ:۴۹)

اللہ تعالیٰ نے یہود کے مابین فیصلہ کرنے یا نہ کرنے کا آپ کو اختیار دیتے ہوئے فرمایا کہ "اگر یہود آپ کے پاس فیصلہ کروانے کی نیت سے آئیں تو آپ کو فیصلہ کر دینے یا اگر آپ اعراض کریں گے تو وہ ہرگز آپ کو نقصان نہیں پہنچا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتے اور اگر فیصلہ فرمائیں گے تو عدل و انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیجئے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے"۔

"قسط" عدل کے معنی دیتا ہے اور حقیقی عدل یہی ہے کہ حکم اللہ اور رسول ﷺ کا ہی ہو۔ ان کے علاوہ کا حکم ظلم و زیادتی کفر و گمراہی اور فسق و فجور کے علاوہ کچھ نہیں۔ اسی لئے بعد میں یہ بھی کہا گیا:

﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ . وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ . وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾

کہ جو "مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ" سے فیصلہ نہ کرے تو یہی لوگ کافر ہیں.... ظالم ہیں.... اور یہی لوگ فاسق ہیں۔!

ملاحظہ کیجئے کہ کس طور اللہ جل شانہ نے غیر اللہ کے ساتھ فیصلہ کرنے والوں کو کافر' ظالم اور فاسق ہونے سے تعبیر کیا ہے اور یہ محال ہے کہ خدائے باری تعالیٰ کسی کو کافر کہیں اور وہ کافر نہ ہو۔ بلاشبہ وہ مطلقاً کافر ہے اور کفر عملی و اعتقادی دونوں اس میں پائے جاتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں (بروایت طاؤس وغیرہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ "حاکم بغیر اللہ" پر کفر کی ہر دو قسم کا اطلاق ہے یا تو کفر اعتقادی ہے' جو ملت سے خروج کا موجب ہے وگرنہ کفر عملی کا مرتکب ہے' جو اسلام سے خروج کو لازمی نہیں کرتا۔

کفر اعتقادی کی متعدد اقسام ہیں۔ جن میں پہلی صورت یہ ہے کہ... غیر ما انزل اللہ سے فیصلہ کرنے والا اللہ اور رسول کے حکم کے حق ہونے کا ہی انکار کردے۔ ابن عباس سے جو روایت ہے اس کا بھی یہی مفہوم ہے اور اسی کو ہی ابن جریر نے اختیار کیا ہے کہ یہ اللہ کی شریعت کے انکار کو مستلزم ہے۔ اہل علم کے مابین اس میں کوئی اختلاف نہیں اور متفق علیہ اصولوں کی روشنی میں یہ بات طے شدہ ہے کہ جو شخص دین کی کسی اصل یا متفق علیہ فرع کا انکار کرے یا جو رسول اکرم ﷺ لائے ہیں اس کے کسی ایک حرف کا بھی انکار کرے تو وہ ایسا کافر ہے جو خارج عن الملۃ ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری صورت یہ ہے... کہ "غیر ما انزل اللہ" سے فیصلہ کرنے والا حکمِ الٰہی کے حق ہونے کا تو منکر نہ ہو لیکن وہ "غیر اللہ" کے حکم کو آپ ﷺ کے حکم سے مطلقاً احسن' اکمل اور تنازعات میں زیادہ جامع فیصلہ کرنے والا گردانتا ہو یا پھر جدید پیش آمدہ مسائل کی نسبت سے زیادہ بہتر سمجھتا ہو جو کہ حوادثِ زمانہ اور تغیرِ احوال کے باعث وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ تو اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بھی کفر ہے کیونکہ اس صورت میں مخلوق کے فیصلوں کو (جو ذہانت کی وسعت اور عقلوں کی کاوش سے وجود میں آئے ہیں) 'عظیم صاحبِ حکمت اور بزرگ و برتر ہستی کے فیصلوں پر فوقیت دی گئی ہے۔

واضح رہے کہ اللہ عزوجل کا فیصلہ اور حکم.. اختلافِ زمان' تبدیلی حالات اور جدید پیش آمدہ مسائل کی وجہ سے کبھی بھی تبدیل نہیں ہوتا۔ اور اسلام کے بنیادی عقائد میں یہ بات شامل ہے کہ اس دنیا میں کوئی ایسا معاملہ نہیں جو وقوع پذیر تو ہونے والا ہو لیکن کتاب و سنت میں واضح یا اشاراتی الفاظ میں اس کا فیصلہ نہ مل سکے۔ جس آدمی نے اس نکتے کا ادراک کر لیا تو یہ اس کی خوش قسمتی اور جو اپنی بدنصیبی کے باعث اس کو سمجھ نہ سکے تو اس کی جہالت کا وبال اسی پر ہے۔
جہاں تک تبدیلی حالات و واقعات میں فتویٰ کی تبدیلی کا تعلق ہے تو اس سے علماء کی مراد وہ نہیں جو کم عقل' احکام اور ان کی وجوہات سے ناواقف لوگوں نے سمجھ رکھا ہے کہ نفسانی خواہشات' غلط دنیاوی اغراض و تصورات کے جو فیصلہ قریب تر ہو تو اس کا فیصلہ دے دیا جائے اور آئندہ اگر کوئی دلی میلان یا خواہش دوسرے فیصلہ سے پوری ہو رہی ہو تو تب اس کو اختیار کر لیا جائے۔ اسی غلط مراد کو اخذ کرنے کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ صورتحال اب عام ہو چکی ہے کہ پہلے خواہشات اور مقاصد متعین کر لئے جاتے ہیں بعد ازاں نصوص کو من مانی تاویلات کے ساتھ موڑ توڑ کر اپنے مقاصد کی تائید میں پیش کر دیا جاتا ہے اور اس میں جہاں تک ممکن ہو نصوص میں تحریف و تاویل سے بھی کام نکالا جاتا ہے۔

تغیر زمان و مکان اور حوادث زمانہ کے باعث فتویٰ میں جو تغیر ہوتا ہے علماء کی اس سے مراد درحقیقت یہ ہے کہ ہر واقعہ میں اس شے کو ملحوظ رکھا جاتا ہے کہ کونسا فتویٰ ایسا ہے جو اصولِ شرعیہ' وجوہاتِ معتبرہ اور مصالحِ دینیہ کے قریب تر ہے اور ان مقاصد کی زیادہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرداری کرتا ہے جبکہ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ اربابِ قوانین: ضعیہ اس راہ اور منہج سے ہٹ کر فقط وہی فیصلہ دیتے ہیں جو ان کے ارادے اور خواہش سے قریب تر ہو۔ عدالتوں میں بھی عملاً ایسے ہی ہوتا ہے اور متعدد واقعات اس پر شاہدِ عدل ہیں۔

اعتقادی کفر کی تیسری قسم یہ ہے.. کہ خود ساختہ قوانین کو اللہ اور اس کے رسول کے قوانین سے احسن سمجھنے کا اعتقاد تو نہ رکھا جائے لیکن دونوں کو یکساں باور کیا جائے۔ تو یہ صورت بھی ایسے کفر کے مرتکب ہونے میں پہلی دو کے مساوی ہے جو کہ اس کے ملت سے خروج کا سبب ہے۔ کیونکہ ایسا عقیدہ خالق و مخلوق کے مابین مساوات کا متقاضی کرتا ہے اور یہ برابری واضح اور صریح طور پر اس قول ربانی (اور دیگر اس کی ہم معنی آیات) کے خلاف ہے کہ

﴿لیس کمثلِه شیءٌ وّهو السّمیعُ البصیرُ﴾

یعنی "اس کے مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا، دیکھنے والا ہے"۔ یہ آیت اور اس جیسی دیگر بے شمار آیات فقط رب کے اکمل ہونے، نقائص سے منزہ ہونے اور ذاتی، صفاتی و فعلی لحاظ سے اس کو مخلوق کی مشابہت سے ماورا سمجھنے پر دلالت کرتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مخلوق کے مابین فیصلہ کرنے میں بھی صرف رب کو ہی "حَکَم" بتاتی ہیں۔

چوتھی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ کے احکامات کو "غیر ما انزل اللہ" کے مساوی بھی نہ سمجھے، چہ جائیکہ وہ ان خود ساختہ قوانین کی افضلیت کا عقیدہ رکھنے والا ہو۔ لیکن وہ اللہ اور رسول کے واضح احکامات کے باوجود مخلوق سے فیصلہ لینے کو جائز گردانتا ہو تو ایسا شخص بھی انہی وعیدوں کا حقدار ہے جس پر اس کے پیش رو صادق آئے، جس کی وجہ یہ ہے کہ نصوصِ صحیحہ صراحت اس امر کو ثابت کرتی ہیں کہ "غیر ما انزل اللہ" سے فیصلہ کرنا حرام ہے جب کہ یہ شخص اس کے جواز کا اعتقاد رکھتا ہے۔

کفر اعتقادی کی پانچویں قسم ایسی ہے جو کہ سب سے زیادہ منشائے شریعت کے خلاف اور دین سے کھلم کھلا بغاوت کا اظہار ہے اور احکامِ الٰہی سے خود سری اس کی بنیاد ہے اور وہ یہ کہ مین شرعی عدالتوں کے مساوی ایسی عدالتیں قائم کی جائیں جن کا قانون، مختلف شریعتوں سے اخذ شدہ اور مختلف ممالک مثلاً فرانس، برطانیہ، امریکہ وغیرہ کے قوانین سے ماخوذ ہو اور اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قانون میں ایسے گروہوں اور جماعتوں کے قوانین سے بھی مدد لی گئی ہو' جو اپنے آپ کو شریعت کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں باقاعدہ نظام کے تحت ایسی عدالتوں کو وجود میں لانا جو ہر اعتبار سے شرعی عدالتوں کے ہم پلہ ہوں۔ جس طرح عدالتِ شرعی کی تشکیل' نوع بندی اور قوتِ نافذہ ہوتی ہے بعینہ اسی طرز پر انسانی خود ساختہ قوانین کی عدالتیں قائم کردی جائیں اور جس طرح شرعی عدالتوں کے مراجع و مصادر احکام (جو کہ فقط کتاب اللہ اور سنتِ رسول) ہوتے ہیں۔ اسی طرح ان کے بھی باقاعدہ مصادر ہوں جن میں سے چند ایک اوپر ذکر کئے گئے ہیں۔

موجودہ دور میں عالمِ اسلام میں اس طرح کی مکمل ہیئت وصورت پانے والی مستقل عدالتیں بکثرت پائی جاتی ہیں' جن میں عوامی فیصلے ہوتے ہیں اور لوگ غیر مسلموں کی دیکھا دیکھی ان کے تحت اپنے فیصلے کرواتے ہیں۔ ان عدالتوں میں جج حضرات اپنے قانون کے مطابق خلاف شریعت فیصلے صادر کرتے ہیں۔ اور ان فیصلوں کی پیروی کی جاتی ہے ان کو ماننا اور اپنی زندگیوں میں نافذ کیا جاتا ہے۔

اس سے بڑھ کر کفر کیا ہو سکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو رسول ماننے اور واحد مُطاع ہونے کی گواہی کے ساتھ ساتھ یہ تمام کام برضا و رغبت انجام دیا جائے۔ اس سے بڑا نفاق اور قول عمل کا تضاد اور کیا ہو گا؟ ایسے تمام اصحاب اس کے باوجود بڑے فخر سے اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں جب کہ قرآن و سنت میں اس طرز عمل کی حرمت سے متعلق ان مذکورہ بالا دلائل کے علاوہ بے شمار اور ان گنت دلائل ہیں جو اصحابِ علم میں معروف اور لوگوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جن کے تفصیلی ذکر کا یہ مختصر مضمون متحمل نہیں ہو سکتا۔

اے صاحبِ بصیرت اور عقل و فہم سے آراستہ مسلمانو! تمہارا ضمیر تمہیں اس بات کی کیسے اجازت دیتا ہے کہ تم پر تم سے بھی کمتر انسانوں کے احکام و افکار مسلط کردیئے جائیں جن کے فیصلوں میں غلطی کا امکان موجود ہے بلکہ صحیح کے مقابلوں میں غلطیوں کی کثرت پائی جاتی ہے۔ بلاشبہ اسلامی عقیدہ تو یہ ہے کہ کوئی قانون بھی اس وقت تک کامل اور صحیح نہیں ہو سکتا جب تک اللہ کی شریعت اور احکام سے اس میں مدد نہ لی جائے۔ تم کیسے گوارا کرتے ہو کہ تمہارے اموال' جانوں' اور اولاد میں فیصلوں کا حق غیر کے پاس ہو۔ تمہاری عزتیں اور تمہاری بہن' بیٹیوں اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیویوں کے فیصلے غیر کے قانون کے زیر سایہ ہوں۔ کیا تم نے انہیں کھلا حق دے رکھا ہے کہ تمہارے جملہ حقوق' رہن سہن اور تمہارے طور طریقوں میں تم جیسے انسان ہی من مانے فیصلے کرتے پھریں' اللہ کے قوانین کے برعکس! اور تم اس اللہ بزرگ و برتر کے قوانین کو پسِ پشت ڈال دو جس نے تمہیں پیدا کیا اور وہی تمہاری بہتری کو سب سے زیادہ سمجھنے والا ہے۔ جس کے احکامات میں غلطی کا کوئی امکان نہیں اور جس میں باطل کا شائبہ تک نہیں (باطل کو پَر مارنے کی ان میں مجال نہیں) وہ احکام تو اس مقدس ہستی کے نازل کئے ہوئے ہیں جو تعریف کی ہوئی اور حکمت و دانائی سے بھرپور ہے۔

انسانوں کا اللہ کے سامنے اس کے قوانین کے آگے سَر تسلیم خَم کرنا تو عین برحق ہے کیونکہ ان کی تخلیق کی وجہ ہی یہ ہے کہ وہ اللہ وحدہ لاشریک کے مطیع ہوں اور اس کی عبادت کرتے ہوئے مخلوق کی فرمانبرداری کے مرتکب نہ ہوں۔

اسی لئے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ پیروی' تابعداری اور اطاعت فقط اس رب کے احکامات کی کریں جو کہ علم و حکمت والا اور شفقت و رحم سے متصف ہے۔ نہ کہ اس کی مخلوق کی جو کہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والی اور ایسی جہالت کی حامل ہے جس میں اس کے شکوک و شبہات اور خواہشات اس کو ہلاک کر سکتے ہیں اور یہ کم علمی ان پر غفلت کے پردے' ظلمات کی اندھیر تاریکیاں اور دلوں کی شقاوت مسلط کر سکتی ہے۔

پس سمجھ دار صاحبِ فہم و فراست اصحاب کا فرض ہے کہ اپنے آپ کو اپنے جیسوں کی اطاعت و بندگی سے بچائیں اور اس حکم کو قبول کرنے سے پرہیز کریں جو خواہشات اور اغراض نفسانی کا حاصل ہے۔ غلطیوں اور خطاؤں کا مجموعہ ہے اور فقط انسانی مشاہدہ و تجربہ کی پیداوار ہے۔

اور ان تمام باتوں سے بڑھ کر یہ قانونِ خود ساختہ.. قرآن کے ان واضح الفاظ کی صراحت سے "کفر" کے ہم پلہ ہے کہ

﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو لوگ ماانزل اللہ کے ساتھ فیصلے نہیں کرتے تو بلا شبہ وہ کافر ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ مروجہ عدالتی نظام سے چھٹکارا پاتے ہوئے اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کا حق ادا کریں۔ غیر مسلموں کی غلامی سے جہاں اپنے آپ کو نکالیں وہاں ان کے فکری تسلط اور غلبہ سے بھی مسلمانوں کو نجات دلوائیں۔

اعتقادی کفر کی چھٹی اور آخری قسم یہ ہے کہ ان روایات اور لگے بندھے اصولوں سے فیصلہ کئے جائیں جو کسی قبیلہ کی روایات کے طور پر یا امراء ورؤساء کے طرز عمل اور عادات کے طور پر معروف ہوں۔ یعنی اپنے آباؤ اجداد اور ان کی عادات واطوار (جو کہ "سلومھم" کے نام سے معروف ہیں اور ان تک موروثی طور پر پہنچی ہیں) کو فیصلے میں اثر انداز کیا جائے اور نزاعات میں ان کو حاکم مانا جائے۔ تو یہ انداز بھی جاہلیت کے اطوار پر بقاء واستمرار' اللہ اور اس کے رسول کے احکام سے اعراض اور بے رغبتی کے مترادف ہے۔ بایں ہمہ وجہ یہ بھی حرام ہے۔

مختصراً.. مذکورہ بالا اقسام اور ان کی وضاحت سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ ہماری بہتری ' فلاح اور خیر' فقط ہمارے خالق کے نازل کردہ قانون میں ہے۔ جو جہاں نقائص وعیوب سے (اللہ وحدہ لاشریک سے منسوب ہونے کی وجہ سے) منزہ ہے' وہاں فطرت سے قریب تر اور فیصلوں میں معتدل طرز عمل کا حامل ہے۔ مسلمانوں اور تمام دنیا کی بھلائی کا دارومدار صرف اور صرف قانون الٰہی پر عمل کرنے سے ہی ہے۔ قرآن کی شہادت کافی ہے کہ "ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّأَحْسَنُ تَأْوِيلًا" اور ان تمام سے بڑھ کر کہ غیر اللہ سے فیصلہ کروانا دین سے اخراج اور اللہ کی نافرمانی پر منتج ہوتا ہے۔ شیطان کے مکرو فریب اور گناہ سے بچنے کی قوت فقط اللہ کی نصرت سے ہی ممکن ہے اور نصرت کی ہی یہ ایک صورت یہ ہے کہ جرائم ومسائل پر قابو پانے کے لئے اللہ نے خود قانون نازل کردیا' تاکہ لوگ شیطان کی پیدا کردہ گمراہی سے دور رہ سکیں۔

غیر ماانزل اللہ سے فیصلہ کرنیوالوں کے کفر کی دوسری قسم ہے "کفر عملی"! اس کفر کا مرتکب دین وملت سے خارج نہیں ہوتا۔ جہاں تک اس آیت کا تعلق ہے

﴿ومَن لم يَحكُمْ بمَا أنزلَ ا للهُ فَأُولئكَ هُمُ الكافرونَ﴾ تو اس کفر کی وضاحت حضرت ابن عباس کے قول میں یوں گذر چکی ہے کہ ایسا شخص یا تو کفر اعتقادی کا مرتکب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے وگرنہ کفر عملی کا حامل ہے۔ یہاں ہم اس آیت کی دلالت کو دوسری قسم پر محمول کریں گے کہ یہ اس کفر عملی کا مرتکب ہے جو کفر صغیر (کفر دون کفر) کے معنی میں ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ہی ایک دوسرے قول میں ہے کہ یہ وہ کفر نہیں جس کی طرف مسلمان قتال کے لئے جاتے ہیں اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی خواہشات اور آرزوں کے زیر اثر "غیر ما انزل اللہ" سے فیصلہ کروائے باوجود اس کے کہ اس کا اعتقاد یہی ہو کہ حکم اور فیصلہ تو اللہ اور اس کے رسول کا ہی زیادہ بہتر ہے اور وہ شخص حق کے ترک پر اپنے آپ کو ملامت کرنے والا ہو' اور اپنے نفس کی خطاء کا بھی اعتراف کرتا ہو۔

کفر کی یہ صورت' اگرچہ اس کو ملت سے تو خارج نہیں کرتی' لیکن یہ بڑے بڑے گناہوں (جیسے زناء' شراب' چوری اور جھوٹی قسم) میں سے سب سے بڑے گناہ اور معصیت کا ارتکاب ہے۔ اور یہ ایسی معصیت ہے جس کو اللہ جل شانہ نے اپنی کتاب میں "کفر" سے موسوم کیا ہے اور کسی گناہ کو کفر سے تعبیر کرنا اس کو ان تمام گناہوں سے بڑھا دیتا ہے جن کو کفر سے تعبیر نہیں کیا گیا۔

آخر میں ہم تمام اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ وہ سب مسلمانوں کو اپنی کتاب سے برضا و رغبت فیصلہ کرنے پر اکٹھا فرمائے' بلاشبہ وہی کارساز اور اس پر قادر ہے۔ آمین!

آئندہ شمارہ میں (ان شاء اللہ)

۱۔۔ سبعہ احرف سے کیا مراد ہے؟ اس سلسلہ میں ائمہ کے اقوال بمن میں سے چھ مشہور ترین اقوال کو تفصیل سے ذکر کیا جائے گا۔ اور ان پر تنقید و تبصرہ کے بعد قول راجح کی نشاندہی دلائل کے ساتھ کی جائے گی۔

۲۔۔ "سبعہ حروف" سے عملاً ہمیں کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں اور اس میں کونسی حکمتیں اور مصلحتیں پنہاں ہیں۔

اس کا تفصیلی جائزہ آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں!.. (ادارہ)

☆ ☆

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ